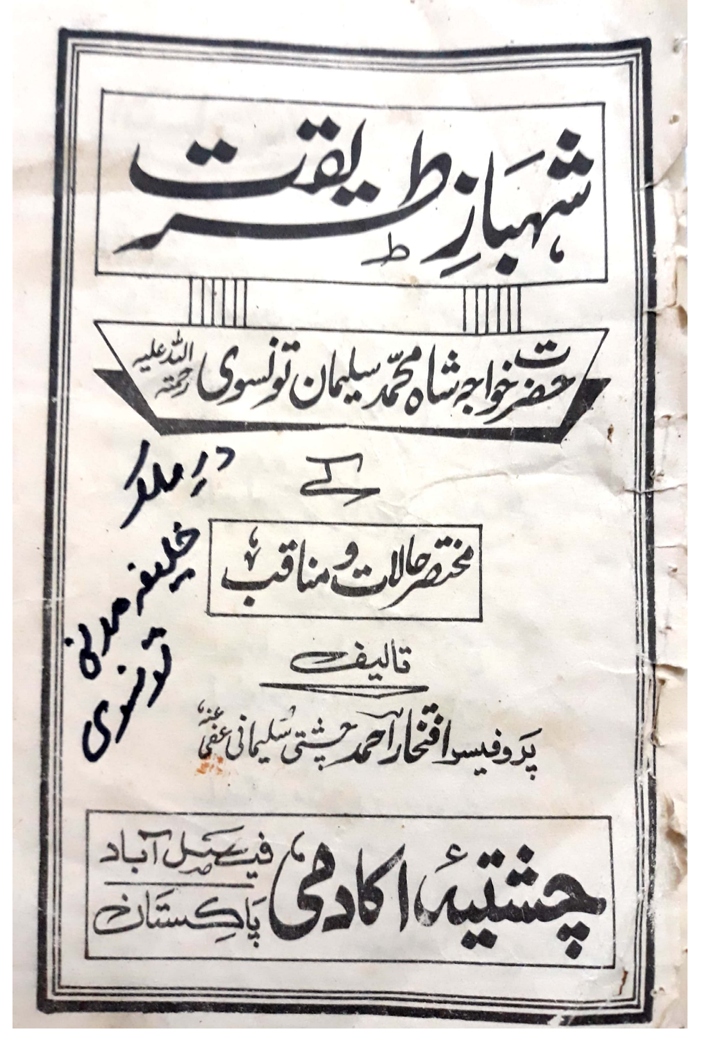


شہبازِ طریقت

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

کے

مختصر حالات و مناقب

تالیف

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی عفی عنہ

ڈ، ملک
خلیفہ مدنی
تونسوی

چشتیہ اکادمی
فیصل آباد
پاکستان


شیخ المشائخ قطب الاقطاب
حضرت خواجہ
شاہ محمد سلیمان تونسوی
المعروف پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ
کی سوانح حیات مبارکہ کی کتب ہمارے پاس
PDF فائل میں دستیاب ہیں
PDF
جس بھائی کو چاہیئے وہ ہمارے واٹس ایپ پر مفت حاصل کرسکتا ہے
اس کے علاوہ دیگر تونسوی خواجگان کی سیرت پر کتب اور اسلامی کتب بھی طلب کرسکتے ہیں۔
PDF
مزید معلومات کیلئے ہمارے YouTube یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں
Sulemania Chishtia Library
خلیفہ مدنی تونسوی +92 332 1717717



الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ
پرائمری اور مڈل امتحان دینے
والے طلباء کیلئے داخلے جاری ہیں
رحمۃ اللہ علیہ
جامعہ مولانا احمد تونسوی
حفظ القرآن مع التجوید
درس نظامی
عصری تعلیم
مہتمم
غلام عباس چشتی
0318-6384966
0348-7019706
نزد قبرستان فلٹریشن پلانٹ منگروٹھہ روڈ
تونسہ شریف

انتساب

آفتابِ مُلکِ ولایت، خورشیدِ برُجِ ہدایت،
مسندنشینِ مُلکِ ولایت، وارثِ اقلیمِ غوثیت،

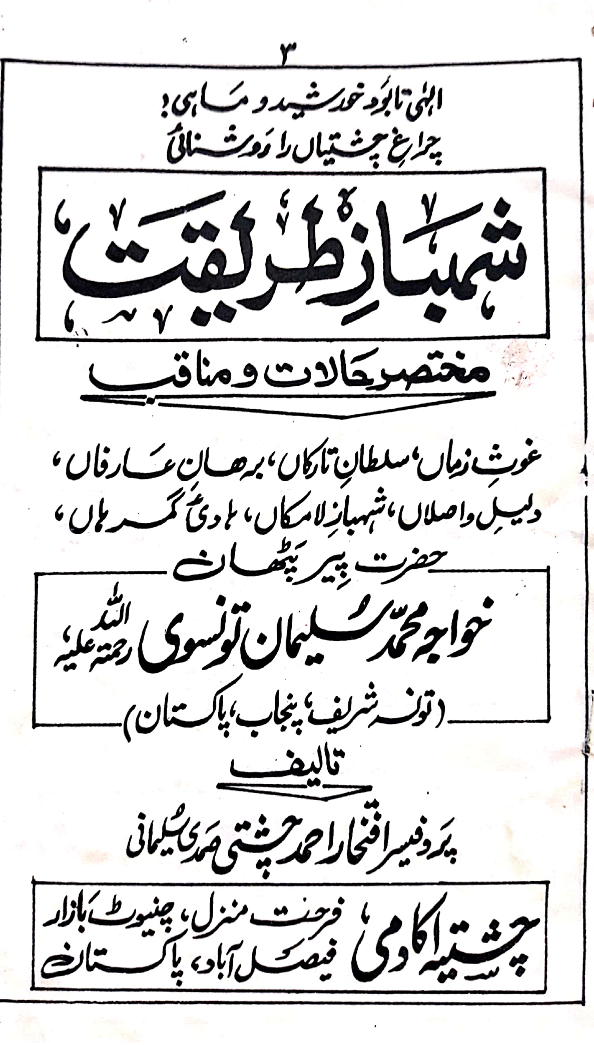
قبلۂ عالم

حضرت خواجہ نورمحمدؐ مہاروی رحمتہ اللہ علیہ

کے نام

اے قطبِ زمانہ غوثِ زمن
اے خواجۂ خلق مہار وطن
اے نور محمدؐ رضہ مرشد من
اے قبلۂ معتقدیں مددے

نگاہِ لطف کا مشتاق و اُمیدوار
افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی



الٰہی تا بود خورشید و ماہی!
چراغ چشتیاں را روشنائی

شہبازِ طریقت

مختصر حالات و مناقب

غوثِ زماں، سلطانِ تارکاں، برہانِ عارفاں،
دلیلِ واصلاں، شہبازِ لامکاں، ہادیٔ گمرہاں،
حضرت پیر پٹھان

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(تونسہ شریف، پنجاب، پاکستان)

تالیف

پروفیسر افتخار احمد چشتی حمدی سلیمانی

چشتیہ اکادمی
فرحت منزل، چنیوٹ بازار
فیصل آباد، پاکستان

کتاب ــــــــــــ رسالہ "شہبازِ طریقت"
ناشر ــــــــــــ چشتیہ اکادمی فیصل آباد
طابع ــــــــــــ نفیس پرنٹنگ پریس فیصل آباد
کاتب ــــــــــــ امین قصوری، اکرم جاوید
سالِ اشاعت (طبع اوّل) ــــــــ ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء
طبع دوم ــــــــ (خواجۂ دلنواز خواجہ خان محمّد تونسوی نے اپنی جیبِ خاص سے خرچہ دیا اور اسے دوبارہ چھپواکر تقسیم کرایا)
سالِ اشاعت (طبع سوم) ــــــــ ۱۴۱۰ھ (۱۹۹۰ء)
تعداد ــــــــــــ ۵۰۰
قیمت ــــــــــــ

بسعی و اہتمام پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی صاحب

رابطہ کے لئے

میاں ہارون احمد چشتی، ناظم۔ مکتبہ الفوائد
فرحت منزل، گلی نمبر ۲ وکیلاں والی، چنیوٹ بازار فیصل آباد
پاکستان، فون: ۲۱۸۵۵ ـ ۰۴۱۱

مندرجات

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج سے تقریباً ستر برس قبل حضرت پیر جی خواجہ شاہ محمد عبدالصمد صاحب فخری فریدی سلیمی چشتی دہلوی کی ہدایت کے مطابق میرے والدِ گرامی مولوی محمد حسین صاحب قیس چشتی سلیمانی تونسہ شریف کے چشمۂ رشد و ہدایت سے فیض یاب ہو کر اپنی منزل مراد تک پہنچے۔ ۷ ذی الحج ۱۳۲۳ھ کو آپ نے چشتیاں شریف میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب تونسوی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو حضرت خواجہ موسیٰ صاحب کا وصال ہو گیا۔ آپ کے فرمان کے مطابق حضرت والد صاحب دہلی شریف حاضر ہوئے اور تربیتِ روحانی کے جملہ مراحل طے کر کے خلافت کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

میرے دل میں برسوں سے تڑپ تھی۔ آخر جناب صاحبزادہ فرید احمد صاحب فریدی عرف احمد میاں صاحب دہلوی کی رہبری سے اس عاجز کی مراد بر آئی اور وہی دیرینہ محبت و عقیدت اس گناہ گار کو کشاں کشاں اُس آستانۂ مبارک میں لے آئی جس کے بارہ میں تاریخ مشائخِ چشت کے مؤلف پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی لکھتے ہیں۔

"پنجاب میں حضرت شاہ فخر الدین صاحب کا فیض اور چشتیہ نظامیہ کا نام شاہ نور محمد صاحب مہاروی کے ذریعہ پہنچا اور شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی۔ ان کے خلفاء ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور رشد و ہدایت کے وہ چراغ روشن کئے کہ ایک بار پھر صوفیاء متقدمین کی خانقاہوں کے نقشے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔"

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ملفوظات کو ہر دور میں قلمبند کیا گیا۔ اور ہر زمانہ میں انہیں مقبولیت حاصل رہی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوگا کہ جب حضرت خواجہ حسن دہلویؒ نے اپنے شیخِ طریقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے ملفوظات "فوائد الفواد" کے نام سے ترتیب دیئے تو جناب امیر خسروؒ نے فرمایا۔

"اے کاش میری تمام تصنیفات خواجہ حسنؒ سے نامزد ہو جاتیں اور ان کے بدلے کتاب فوائد الفواد کا حُسنِ قبول میرے لئے نامزد ہو جاتا۔"

اس نکتۂ نظر سے اس عاجز نے شہبازِ طریقت، امام التارکین، برہان العاشقین عزیز دلنواز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ کے مختصر حالات و ارشادات و مناقب شہبازِ طریقت کے نام ترتیب دیئے اور پندرہ سال قبل ۱۳۹۵ھ میں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر مخدومی حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ سجادہ نشین خامس آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی خدمت میں اس رسالہ کو پیش کیا۔ چند سال بعد حضرت خواجہ دلنوازؒ نے اپنی جیبِ خاص سے خرچہ دیا اور اس رسالہ کو دوبارہ چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔

اب اسے کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ تیسری بار شائع کیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ حضرات سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ فخریہ نوریہ سلیمانیہ اور جملہ احباب مطالعہ کے بعد اس خاکسار کے حق میں یہ دُعا فرمائیں گے۔

خاکساری کے لئے مجھ کو بنایا تھا اگر!
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا!

کفش بردارِ خواجگانِ چشت
افتخار احمد چشتی سلیمانی

کاشانۂ چشتیہ، فیصل آباد یکم ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

منقبت

از حاجی نجم الدین سلیمانیؒ

غلامِ شاہِ تونسہ شو، اگر دنیا و دیں خواہی!
بسوئے ملکِ سنگھڑ رو، اگر حق الیقیں خواہی

غمِ دوزخ نمے دارم، مریدِ پیرِ افغانیم!
رضائے شاہ سلیمانؒ جو، دلا گر حورِ عیں خواہی

بیک جو طالبانِ حق، نمے خواہند جنّت را!
بیا درِ خدمتِ پیرم، تو ہم گر ایں چنیں خواہی

ہما واجب تنزّل کردہ با شانِ سلیمانیؒ!
فدا شو بر جمالِ اُو چہ از خُلدِ بریں خواہی

چو دستِ خویشتن داری بدستِ ایں چنیں شاہے
کدامی نعمتِ بہتر ازیں اے نجم دینؒ خواہی؟

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

مختصر حالات

پیدائش و خاندان امام التارکین، برہان العاشقین، شہباز طریقت، غریب نواز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رح کی ولادت باسعادت ۱۱۸۴ھ میں بمقام گرگوجی ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے والد گرامی کا اسم مبارک زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خان تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کو اپنے بچے کی اقبال مندی کا یقین ایک خواب سے ہو گیا تھا۔ ولادت سے پہلے انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آفتاب آسمان سے اتر کی ان کی گود میں آگیا ہے اور تمام گھر منور ہو گیا ہے۔

تعلیم و تربیّت آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ابتدائی تعلیم ملّا یوسف جعفر صاحب، میاں حسن علی صاحب اور مولوی دلی محمد سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کوٹ مٹھن تشریف لے گئے اور وہاں قاضی محمد عاقل صاحبؒ (خلیفہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رح) کے مدرسہ میں فقہ اور منطق کی کتابیں پڑھیں۔ تعلیم کی تکمیل آپ نے اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ سے کی۔ جن سے آپ نے تصوف کی کتب آداب الطالبین لوائح اور فصوص الحکم وغیرہ کا درس لیا۔

بیعت کوٹ مٹھن کے زمانہ قیام میں آپ کو خبر ملی کہ حضرت خواجہ مولانا نور محمد صاحب مہارویؒ اوچ تشریف لائے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ صاحب

مہاروی سے مسئلہ سماع پر مباحثہ کے لیے اوچ روانہ ہوئے۔ لیکن ان کی خدمت میں پہنچ کر دنیا ہی بدل گئی۔ مباحثہ بھول گئے فوراً مرید ہونے کی درخواست کی۔

شہباز طریقت مشہور ہے کہ محب النبی حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ نے حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ کو بشارت دی تھی کہ ایک ایسا شہباز آپ کے قابو میں آئیگا جس سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی شان کو چار چاند لگ جائیں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب مہارویؒ ہر سال اوچ اور کوٹ مٹھن کے اطراف وجوانب کا سفر اسی شہباز کی تلاش میں اختیار کرتے۔ اس مرتبہ جوں ہی حضرت خواجہ صاحب مہارویؒ نے حضرت خواجہ شاہ سلیمانؒ کو دیکھا تو تبسم ہو کر فرمایا:۔

"آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم"

آپ کو حضرت سید جلال بخاری صاحبؒ کے مزار مبارک کے سرہانے لے جا کر مرید کر لیا۔ اور اس طرح حضرت مولانا فخرالدین صاحب فخر پیاؒ کی نعمت باطنی جو حضرت خواجہ مہارویؒ کے ذریعے پنجاب میں منتقل ہوئی تھی۔ آپ تک پہنچی اور آپ نے اسے پنجاب سندھ اور افغانستان کے کونہ کونہ میں پہنچا دیا۔

شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ محب النبی حضرت شاہ فخرالدین فخر پیاؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ کا جو کرم بے غایت اور الطاف بے قیاس حضرت مولانا نور محمد صاحب مہارویؒ پر تھا۔ اپنے خلفاء

میں سے کسی پر نہ تھا۔"

محب النبی حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کو حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ سے بڑی محبت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر یہ پنجابی میرے پاس نہ آتا تو میں دل میں ارمان لے کر اس دنیا سے چلا جاتا۔" تاریخ مشائخ چشت میں لکھا ہے کہ حضرت نور محمد صاحب مہارویؒ کو خلافت دے کر جب مہاراں شریف چلے جانے کا حکم دے دیا تو اس کے بعد حضرت شاہ فخر الدین صاحبؒ اپنے محبوب خلیفہ کی یاد میں اکثر یہ دوہڑہ پڑھا کرتے تھے:۔

تن مٹکے من چھیڑنا سُرت ملوُوں ہار
مکھن لے گیا پنجابی چھاچھ پیو سنسار

ایک مرتبہ حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کی مجلس میں حضرت سید رسول نما صاحبؒ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ فرمانے لگے کہ حق تعالیٰ نے ہمیں مولانا نور محمد صاحب مہارویؒ کی صورت میں ایک مرید دیا ہے جو خدا نما ہے۔

مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ:۔

"ولیس اوّل کسیکہ بعد از حضرت گنج شکرؒ و اولاد و خلفاء ایشاں سکہ بریں ملک مذکور زد۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ بود۔"

حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسویؒ فرمایا کرتے تھے:۔

"میرے شیخ کی صحبت میں اس قدر کشش اور اس درجہ تاثیر تھی کہ جو ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو جاتا اس کی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب آ جاتا۔"

وصال

آپ کو اپنے پیر و مرشد شاہ فخر الدین صاحبؒ سے عشق تھا۔ آپ کے مرشد کا وصال ۲۷ رجمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو ہوا۔ جس کا آپ پر بہید اثر ہوا۔ آخر ۳ رذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو آپ کا بھی وصال ہو گیا۔

محبت شیخ

حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسویؒ کو اپنے شیخ و مرشد سے بے حد محبت تھی۔ بیعت کے بعد جب مرشد کے حکم سے دہلی شریف گئے۔ تو اس دوران آپ کی والدہ محترمہ کو آپ کی جدائی نے ستایا جب آپ واپس مہاراں شریف آئے اور والدہ محترمہ کی بے قراری کا سنا تو مرشد کی اجازت سے والدہ محترمہ کی خدمت میں آئے مگر مرشد سے دور ہو کر عشق کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ ماں کی محبت اور مرشد کی محبت میں کشمکش شروع ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ پہرے دار بٹھلائے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے۔ مگر جب عشق نے زور مارا تو آپ دیوانہ وار ننگے پاؤں اس طرح اپنے مرشد خانہ کی طرف دوڑ پڑے کہ خود فرماتے ہیں:۔

"ہر دہ ناخن از ہر دو پائے من جدا شدند"

خلافت

پندرہ سولہ برس کی عمر میں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ حضرت خواجہ مولانا نور محمدؒ صاحب مہارویؒ سے بیعت ہوئے۔ جب تقریباً چھ سال شیخ طریقت کی صحبت میں گزارنے کے بعد اکیس بائیس برس میں خلافت حاصل کی۔ خلافت عطا کرنے کے بعد حضرت خواجہ مہارویؒ نے آپ کو تونسہ شریف میں قیام کا حکم دیا۔ جہاں آپ ساٹھ سال تک مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ آپ نے وہاں ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو علومِ ظاہری و باطنی کا عالمی مرکز بن گئی۔

مولوی غلام رسول بحنرا ادنی خلیفہ محمّد باران، جو حضرت غوثِ زماں کے خلفاء و یارانِ مجاز میں سے تھے، بیان کرتے ہیں (بحوالہ مناقب المحبوبین) کہ حضرت غوث زماں نے اپنی زبان مبارک سے اپنی خلافت کا واقعہ مجھ سے اس طرح بیان فرمایا تھا کہ :

"جب حضرت قبلۂ عالمؓ نے مجھے خلافت عطا کی تو میں نے انکار کیا اور عرض کیا کہ قبلہ یہ بارِ گراں مجھ سے نہیں اٹھایا جائے گا۔ اس زمانہ میں لوگ خدا کی نافرمانی میں مشغول ہیں۔ میں کسطرح مخلوق کے اس بوجھ کو اپنی گردن میں ڈالوں۔ حضرت قبلۂ عالمؓ نے فرمایا کہ مجھے خدا اور رسولؐ کا حکم ہوا ہے کہ اپنی خلافت محمّد سلیمانؒ کو دے دو۔ میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا۔ میں نے پھر معذرت چاہی کہ یا حضرت یہ بار گراں مجھ سے نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تو خلافت کیوں نہیں لیتا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ فرمایا کہ تو اس کام کے لائق ہے۔ اسلئے تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ ہم تمہیں اپنی جانب سے خلافت دے رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے حکم سے خلافت قبول کرتا ہوں مگر یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ میں اس وقت مخلوق کو مرید کروں گا جب مجھے یقین ہو جائے کہ حق تعالیٰ میرے مریدوں کو بخش دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے مریدوں کی شفاعت میں کروں گا اور حق تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔ اس کے بعد میں نے حضرت قبلۂ عالمؓ سے خلافت لے لی۔ حضرت قبلۂ عالمؓ نے مسکرا کر فرمایا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لی ہے؛ اس کے بعد میں نے عام مخلوق کو مرید کرنا شروع کر دیا۔ معاف کرنے والا اور بخشنے والا تو وہ ہے، میں مرید کرنے میں

کیوں بخل کروں "۔ یہی سبب تھا کہ حضرت غوثِ زماںؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو میرے دروازے پر آگیا ہے وہ صاحبِ نصیب ہے، بے نصیب میرے دروازہ پر آتا ہی نہیں۔

آپ کی خلافت کے سلسلہ میں مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ " ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالمؒ نواب غازی الدین خاںؒ کے ڈیرہ پر قیام پذیر تھے۔ آپ نے فرمایا " نواب صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے طعامِ معرفت سے بھری ہوئی ایک دیگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچی تھی۔ اُنہوں نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو عطا کی۔ اُس سے آگے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ تک پہنچی حضرت مولانا صاحبؒ نے اس فقیر کو عنایت کی۔ مَیں نے اس دیگ میں سے بہت خرچ کیا۔ تمام جہاں کو عطا کیا مگر دیگ میں ذرا کمی نہیں ہوئی۔ اُسی طرح پُر ہے نواب صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپ کے بعد اس دیگ کا مالک کون ہوگا ؟ فرمایا میرا دِل تو چاہتا تھا کہ یہ دیگ مولوی نور محمد نارووالہؒ کو دوں مگر اللہ تعالیٰ کا حکم اس فقیر کو پہنچا ہے کہ اس دیگ کا وارث محمد سلیمان روہیلہؒ ہے"

مولوی نور محمد نارووالہؒ فرماتے ہیں :

" سنو کہ ہم تو حضرت قبلۂ عالمؓ کے مریدانِ مجاز ہیں مگر حضرت کا خلیفہ اور قائم مقام محمد سلیمانؒ ہے، جو حضرت کی نسبتِ ظاہری و باطنی کا مالک اور خواجگانِ چشت کا صاحبِ لنگر ہے۔ اُس پر ایک وقت آئے گا کہ تمام سلسلۂ چشتیہ کا بوجھ اُٹھائے گا" قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد یہی مرد آپ کا قائم مقام ہوگا بلکہ اِس وقت بھی یہی ہمارے حضرت کا قائم مقام ہے۔

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر تک حضرت قبلۂ عالمؒ کے قائم مقام کی حیثیت سے مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور ۸۵ برس کی عمر تک تعلیم و تربیت اور تلقین و ارشاد میں معروف رہے۔ لاکھوں انسان فیض یاب ہوئے اور اپنی مراد کو پہنچے۔

لنگر آپ کا لنگر بہت وسیع اور باقاعدہ تھا دو ہزار طلبہ و درویش اور تقریباً اتنے ہی مہمان و مسافر ہر روز لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔

کھانے کے علاوہ ضرورت کی ہر چیز موجود رہتی تھی۔ حجام، لوہار، موچی، دھوبی، آب کش وغیرہ ماہانہ تنخواہ پاتے تھے۔ بیماری کی حالت میں مختلف اقسام کی ادویات لنگر سے بلا معاوضہ ملتی تھیں "خاتم سلیمانی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ خدا بخش صاحب لانگری نے عرض کیا۔ غریب نواز اس مہینہ میں پانچسو روپیہ صرف درویشوں کی دوائی پر خرچ ہو گیا ہے" آپ نے سن کر فرمایا۔ اگر پانچ ہزار بھی دوا پر خرچ ہو تو مجھے اطلاع نہ دی جائے۔ درویشوں اور طالب علموں کی جان کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت نہیں۔"

علمی تبحر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ قرآن شریف اور فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ تصوف کی تمام اعلیٰ کتب کا مطالعہ نہایت بالغ نظری سے کیا تھا۔ عوارف المعارف اور فتوحاتِ مکیہ نوکِ زبان تھیں۔ آپ ان کا درس بھی دیتے تھے۔ اپنے خاص خاص شاگردوں اور مریدوں کو تصوف اور سلوک کی کتابوں کا خود درس دینا پسند فرماتے تھے۔

استغنا خلافت کے بعد جب آپ نے تونسہ شریف میں رہائش اختیار کی تو یہ حالت تھی کہ رہنے کے لئے مکان نہیں تھا۔ سرکنڈوں کی ایک جھونپڑی

تھی۔ جس میں آپ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہی جب بڑے بڑے نواب اور والیانِ ریاست قدم بوسی کے لیے حاضر ہونے لگے تو فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دنیا کی ہر نعمت آپ کے قدموں میں آ گئی۔ لیکن استغناء کا عجیب عالم رہا۔ نافع السالکین میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ڈیرہ غازی خان کے نواب نے درویشوں کے اخراجات کے لیے جاگیر پیش کی تو آپ نے فرمایا:

"ہم اس جاگیر کو قبول نہیں کریں گے کہ یہ ہمارے مشائخ کی سنت کے خلاف ہے۔"

اُس وقت جو احباب مجلس میں حاضر تھے ان میں سے کسی نے عرض کیا کہ آپ صاحبزادہ گل محمد صاحبؒ کے لیے جاگیر قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا۔

"صاحبزادہ گل محمدؒ کو بھی اس جاگیر کی حاجت نہیں۔ اگر یہ درویشوں کے جوتے سیدھے کرتا رہے گا تو اس کی خدمت کے لیے مقربان بطور خدمت گار مقرر ہوں گے۔"

عجز و انکسار

ایک مرتبہ ایک شخص محمد واصل صاحب خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرب و عجم کے دینی و روحانی مراکز دیکھے ہوئے تھے جب تونسہ شریف کا نرالا عالم دیکھا تو آپ کی بے حد تعریف کی۔ آپ نے فرمایا:

"میاں واصل میں تو وہی ہوں جو تونسہ میں کُتّے والے مکان سے کھانا لے کر کھایا کرتا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔"

معمولات

آپ اپنے اوقات و معمولات کے بہت پابند تھے۔ مغرب کے بعد ایک پہر ذکر جہر میں مشغول رہتے۔ ذکر سے فراغت کے بعد ہر شخص کو

حاضری کی اجازت تھی۔ اس سے فراغت ملتی تو رات کا کھانا نوش فرماتے۔ پھر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ تہجد کے بعد ذکر جہر کرتے۔ اس وقت گاہے گاہے ایک مخصوص محفل سماع بھی ہوتی۔ جس میں کسی شخص کو بھی حاضری کی اجازت نہ تھی۔ میاں احمد قوال کچھ سناتے۔ آپ سنتے۔ نماز فجر سے قبل اپنے تخت آرام فرماتے تھے۔ جب اذان ہو جاتی تو مسجد میں تشریف لاتے۔ نماز کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ ایک پہر گزرنے پر پھر مجلس عام شروع ہو جاتی۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے اور کسی قدر قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر عصر تک کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ عصر سے مغرب تک مسجد میں قیام فرماتے۔ خواہ سفر ہو خواہ حضر، معمولات میں فرق نہ آتا تھا۔

مقبولیت آپ کی مقبولیت کا اندازہ صرف ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جو تمام تذکروں میں موجود ہے کہ

"ایک دن آپ حجرۂ مبارک میں محوِ عبادت تھے کہ یکایک تونسہ شریف میں مخلوقِ خدا کا ایک انبوہِ کثیر جمع ہو گیا۔ تمام گلی کوچے لوگوں سے بھر گئے۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ کل شام جو شخص جہاں تھا اس نے ایک آواز سنی کہ جو شخص کل حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی کی زیارت سے مشرف ہو گا وہ جنتی ہو گا۔ چنانچہ لوگ ساٹھ ساٹھ ستر ستر میل کی مسافت طے کر کے حاضرِ آستان ہوئے۔ جوق در جوق ایک دروازے سے آتے اور زیارت کر کے دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا "اعتقادکم ینفعکم" (تمہارا اعتقاد تمہیں نفع دیتا ہے)۔"

دستگیری

خاتم سلیمانی میں آپ کی آخری عمر کا ایک واقعہ درج ہے کہ: ایک عورت نے سوال کیا۔ "غریب نواز لکھو کھا آدمی یا مرد کیا عورتیں آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوتے ہیں اور یہ حال ہے کہ آپ کسی کو زیادہ دیر بیٹھنے نہیں دیتے اور ہر ایک کا بھروسہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کام آئیں گے۔ حیرانی ہے کہ کروڑوں مخلوق میں سے آپ اپنے مرید کو کس طرح پہچان سکیں گے۔" جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"رات کا وقت ہوتا ہے اور چھ سات چرواہے اپنی اپنی بھیڑیں ملا دیتے ہیں پھر جب چاہتے ہیں ہر ایک اپنے ریوڑ کو جدا کر لیتا ہے حالانکہ سب بھیڑیں ہم رنگ ہوتی ہیں۔ اور حالانکہ سب چرواہوں کو احمق اور بے وقوف کہا کرتے ہیں۔ تو کیا میں اپنے مریدوں کو شناخت نہ کر سکوں گا۔"

وصال

ماہ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دیکھ کر فرمایا۔ "ہمارے سفر کا مہینہ ہے خدا خیر کرے۔" کچھ دن زکام کی شکایت رہی اور ۱۰ صفر کو آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ نواب بہاول پور نے ستر ہزار کے خرچ سے زیر گنبد عالی شان روضہ تیار کرایا۔ مولوی حسن علی صاحب فتح پوری نے تاریخ وصال کہی:

سلیمانِ زماں رحلت چو فرمود
یکایک در جہاں ظلمت بیفزود
پئے سال وفاتش ہاتفِ غیب
بگفت او آفتابِ چشتیاں بود!

۱۲۶۷ھ

خلافت و سجادگی

حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ نے اپنی زندگی میں تقریباً ستر بزرگوں کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔

آپ کے دو فرزند تھے حضرت خواجہ گل محمد صاحبؒ اور حضرت خواجہ درویش محمد صاحبؒ۔ دونوں آپ کی حیات مبارکہ میں ہی وصال فرما گئے تھے۔ اس لیے آپ کے بعد آپ کے پوتے محبوب ذی العرش حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش صاحب تونسویؒ مسند نشین ہوئے۔ وصال کے وقت حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا کیا چاہتے ہو۔ شاہ اللہ بخش صاحبؒ نے عرض کیا۔

"بابا من از تو ہیچ نمے خواہم پس ہمیں مے خواہم کہ نعلین فقیران ترا راست کنم۔"

(بابا میں آپ سے کچھ اور نہیں مانگتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے درویشوں کے جوتے سیدھے کیا کروں)

یہ جملہ سن کر حضرت خواجہ سلیمان صاحبؒ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمایا:۔

"وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"

اور اس طرح حضرت شاہ فخر عالم صاحبؒ اور حضرت خواجہ قبلہ عالم صاحبؒ کی نعمت باطنی حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش صاحب تونسویؒ کے سینہ مبارک میں منتقل ہوئی۔

حضرت شاہ فخر عالم صاحبؒ کے پوتے حضرت میاں کالے صاحبؒ کے فرزند شاہ غلام نظام الدین صاحبؒ نے حضرت شاہ اللہ بخش صاحبؒ کے سر پر دستار باندھ کر انہیں سجادۂ رشد و ہدایت پر بٹھا دیا۔

خلاصہ ارشادات

(۱) فرمایا :۔ "شیخ مرید کا مشاطہ ہے جس طرح مشاطہ عروس کو آراستہ کر کے اس کے محبوب کی صحبت کے قابل بناتی ہے۔ اسی طرح شیخ طریقت مرید کے ظاہر و باطن کو شریعت سے پیراستہ کر کے محبوبِ حقیقی کی صحبت کے لائق بناتا ہے۔"

(۲) فرمایا :۔ "ایک روز میں نے حضرت قبلۂ عالم مہاروی کی خدمت میں یہ شعر پڑھا :۔

کمالِ صنعتِ مشاطہ شاید
کہ روئے زشت را زیبا نماید

اس پر حضرت خواجہ مہاروی نے فرمایا کہ مجھ سے بھی ایک شعر سُنو :۔

مگو کہ پیر شدی تابِ عاشقیت نماند
شراب کہنہ مرا مستیٔ دگر دارد ! !

(۳) فرمایا :۔ " میں ایک سال قصبہ ماڑیوالہ میں حضرت قبلہ عالم مہاروی کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا چند روز کے بعد رخصت حاصل کی۔ بوقت رخصت حضرت خواجہ مہاروی نے اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر مجھے جھنجھوڑا اور یہ بیت پڑھا :۔

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز !

(۴) فرمایا۔ " سالک کو چاہیئے کہ ہر ایک کا ادب و احترام کرے۔ بالخصوص اپنے

پیر بھائیوں کا بہت خیال رکھے۔ میرے حضرت قبلۂ عالم رح اپنے شیخ کے مریدوں کا ادب اتنا کرتے تھے جتنا کہ اپنے شیخ کا ادب کرنا چاہیئے۔ اور یہ دولت کسی کسی کو میسّر آتی ہے۔ کیونکہ یہ شیخ کے ساتھ بے انتہا عشق کا ثمرہ ہے۔

۵۔ فرمایا: "خاصان خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ گناہ گار سمجھتے ہیں۔ نیز فرمایا نیک آدمی وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہ گار سمجھے اور برا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے۔"

۶۔ فرمایا: "غرور و تکبر سے بچو۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھو۔ عجز سے رہو۔ اپنے آپ کو سب سے بدتر اور کم تر جانو۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ "حضرت بایزید بسطامیؒ کی سی انکساری پیدا کرنی چاہیئے کہ ایک مرتبہ بارش کی کمی ہوئی۔ نمازِ استسقاء کے باوجود جب باران رحمت نازل نہ ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ برے لوگوں کی شامتِ اعمال سے یہ ہوا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے جب یہ سنا تو فوراً شہر سے نکل کھڑے ہوئے کہ سب سے برا تو میں ہی ہوں۔"

۷۔ فرمایا: "سالک کو چاہیئے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے۔ ایسے مشغلے راہِ فقر کے ڈاکو اور روکاوٹیں ہیں۔ اصل مقصود خدا کو یاد کرنا ہے۔"

۸۔ فرمایا: "والدین کی خدمت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرنی چاہیئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ والدین کعبۃ اللہ کی مانند ہیں۔ جو والدین کو رد کرتا ہے۔ وہ خود کبھی

مقبول نہیں ہوتا۔"

۹۔ فرمایا۔" صفائی قلب جو روحانی ترقی کے لیے ازبس ضروری ہے۔ شریعت کے اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک غیر شرعی فعل بندے کو مرتبہ ولایت سے نیچے پھینک دیتا ہے۔"

۱۰۔ فرمایا۔" امراء سے اجتناب کرو۔ ان کی صحبت سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اہل دنیا کی صحبت سے دور رہے کہ ان کا قرب جان و ایمان کی ہلاکت ہے۔"

۱۱۔ فرمایا۔" بری صحبت سے بچو۔ اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ اور جلدی اثر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو اور اتباع شریعت کرو۔ جو شخص چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جائے اُسے چاہیئے کہ ظاہر و باطن میں شریعت کی متابعت کرے۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔"

الغرض حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رح نے اپنے اثر آفرین ارشادات اور فیضان نظر سے اپنی صحبت میں آنے والوں کو اپنے چشمۂ جمال و کمال سے اس قدر فیض یاب کیا کہ تونسہ شریف کا غیر معروف علاقہ مرکز علم و عرفان بن گیا جہاں سے لاکھوں اہل محبت روحانی تربیت پا کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے سیال شریف۔ گولڑہ شریف۔ جلال پور شریف۔ حیدر آباد، راجپوتانہ، یہاں

یہی کہ جنابِ مرزاندیپ اور عدن ہیں بھی چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم ہو گئیں۔ اور چشت اہلِ بہشت کی شمعِ فروزاں کی روشنی سے ایک جہان منور ہو گیا۔

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود



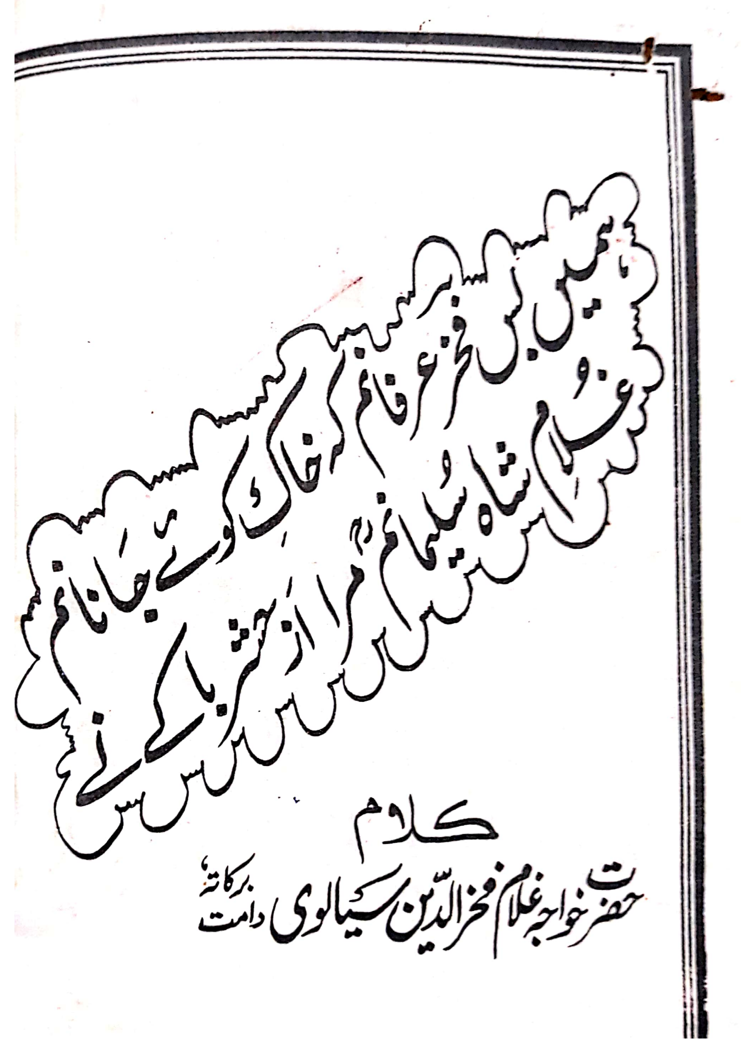
اے شاہِ شاہانِ جہاں
وے آفتابِ ملکِ جاں
شہبازِ اوجِ لامکاں،
عنقائے مغرب بے نشاں

خواجہ سلیمان رح دستگیر،

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل اللہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

pdf by

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان
+923321717717


ہمیں بس فخر و عرفانم کہ خاک کوئے جانانم
غلام شاہ سلیمانم مرا از حشر باکے نے
کلام
حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی دامت برکاتہٗ